

کنراڈ ایڈیناور پر قاتلانہ حملہ کی کوشش: معاوضوں کو ناکام بنانے کی سازش

دوسری عالمی جنگ کے بعد مغربی جرمنی کے ابتدائی سالوں میں، کنراڈ ایڈیناور، ملک کے پہلے چانسلر، ایک تباہ شدہ ملک کی تعمیر نو اور عالمی سطح پر اس کی جگہ بحال کرنے میں ایک اہم شخصیت کے طور پر ابھرے۔ ایک سخت گیر اینٹی نازی اور عقیدت مند لیٹھولک کے طور پر، ایڈیناور نے 1949 سے 1963 تک مغربی جرمنی کی قیادت کی، اسے جمہوریت، معاشی بحالی اور سابق دشمنوں سے مصالحت کی طرف لے گئے۔ تاہم، ہولوکاسٹ کی وحشتوں کے لیے اسرائیل کے ساتھ معاوضوں کے مذاکرات کی ان کی کوششیں نے انہیں انتہا پسند مخالفت کا نشانہ بنایا۔ 27 مارچ 1952 کو، ایڈیناور کو بھیجی گئی ایک پارسل بم میونخ پولیس ہیڈ کوارٹرز میں پھٹی، ایک پولیس افسر کو ہلاک کردی اور اسرائیلی جنگجو مینا حم بیگن سے منسلک ایک چونکا دینے والی قاتلانہ سازش کو بے نقاب کردی۔ یہ مضمون چانسلر کو قتل کرنے کی اس جرات مندانہ کوشش کے سیاق و سباق، عمل اور نتائج کی تحقیقات کرتا ہے، سرد جنگ کی تاریخ کے ایک کم جانے والے باب پر روشنی ڈالتا ہے۔

کنراڈ ایڈیناور اور معاوضوں کا معاہدہ

کنراڈ ایڈیناور، جو 1876 میں کولون میں پیدا ہوئے، ایک تجربہ کار سیاستدان تھے جن کی نازیزم کی مخالفت کی تاریخ تھی۔ وائمر جمہوریہ کے دوران کولون کے میئر کے طور پر، انہوں نے ہٹلر کے رژیم کی مزاحمت کی، قید کا سامنا کیا اور جنگ کے دوران تنہائی میں رہے۔ 1945 کے بعد، انہوں نے کرسچن ڈیموکریٹک یونین (CDU) کی مشترکہ بنیاد رکھی اور 1949 میں مغربی جرمنی کے پہلے چانسلر بنے، کھنڈرات میں ایک قوم کی تعمیر نو کا کام سونپا گیا۔ ان کی خارجہ پالیسی نے مغرب کے ساتھ انضمام اور سابق حریفوں، بشمول فرانس اور امریکہ، سے مصالحت کو ترجیح دی۔ ان کے اخلاقی اور سفارتی ایجنڈے کا ایک بنیادی ستون ہولوکاسٹ کے لیے جرمنی کی ذمہ داری کا سامنا کرنا تھا۔

1951 میں، ایڈیناور نے اسرائیل کے ساتھ معاوضوں کے معاہدے کے لیے مذاکرات شروع کیے، جس کا مقصد ہولوکاسٹ سے بچ جانے والوں اور ابھرتے ہوئے یہودی ریاست کو مالی معاوضہ فراہم کرنا تھا۔ مذاکرات، جو ستمبر 1952 کے لکسمبرگ

معاهدے میں رسمی شکل اختیار کر گئے، گہرے متنازع تھے۔ جرمنی میں، کچھ نے معاوضوں کو معاشی بوجھ یا اجتماعی جرم کی قبولیت سمجھا، جبکہ اسرائیل میں، بہت سے لوگوں نے جرمنی سے پیسے قبول کرنے کی مخالفت کی، اسے چھ ملین یہودیوں کے قتل عام کے ذمہ دار قوم کی قانونی حیثیت دینے کے طور پر دیکھا۔ رادیکل گروپوں، خاص طور پر صیہونی پیرامیٹری تنظیم ارگن سے منسلک، نے معاهدے کو ہولوکاسٹ کے متاثرین سے غداری قرار دیا، یہ دلیل دیتے ہوئے کہ بچ جانے والوں کو براہ راست ادائیگیاں ملنی چاہئیں نہ کہ اسرائیلی حکومت کے ذریعے ریاست کی تعمیر کے منصوبوں کے لیے فنڈز۔

مینا حیم بیگن اور ارگن کا رابطہ

قاتلانہ سازش کے مرکز میں مینا حیم بیگن تھے، اسرائیلی تاریخ کی ایک نمایاں شخصیت جو بعد میں 1977 سے 1983 تک وزیر اعظم رہے اور 1978 کے کیمپ ڈیوڈ معاہدوں کے لیے نوبل امن انعام شہر کیا۔ 1952 میں، بیگن ہیروٹ کے رہنما تھے، ایک دائیں بازو کی سیاسی پارٹی جس کی جڑیں ریویژنسٹ صیہونی تحریک میں تھیں، اور ارگن کے سابق کمانڈر، فلسطین میں برطانوی فورسز پر حملوں کے ذمہ دار ریاست سے پہلے کی ملیشیا۔ بیگن، جن کی فیملی ہولوکاسٹ میں ہلاک ہوئی، نے معاوضوں کے معاهدے کی شدید مخالفت کی، اسے اخلاقی سمجھوتہ سمجھا جو جرمنی کو “معافی خریدنے” کی اجازت دیتا تھا۔

بیگن کی مخالفت صرف بیان بازی تک محدود نہیں تھی۔ بعد کی انکشافات کے مطابق، انہوں نے معاوضوں کے مذاکرات کو پٹری سے اتارنے کے لیے ایڈیناؤر کو قتل کرنے کی سازش کی فعال حمایت کی۔ منصوبہ سابق ارگن ارکان کے ایک چھوٹے گروپ نے تیار کیا، جن میں ایلیر سوڈیت شامل تھے، جنہوں نے دہائیوں بعد شائع ہونے والی اپنی یادداشتوں Be'shlihut Ha'matzpun (ضمیر کی مشن پر) میں اپنی شمولیت کی تفصیل بیان کی۔ سوڈیت کا بیان، جو جرمن صحافی ہیننگ سیٹزکی 2003 کی کتاب ایڈیناؤر پر قاتلانہ حملہ: ایک سیاسی حملے کی خفیہ تاریخ میں تصدیق شدہ، نے بیگن کے آپریشن کی منظوری، فنڈنگ اور منصوبہ بندی میں مرکزی کردار کو ظاہر کیا۔

سازش کا انکشاف

قاتلانہ کوشش جرات مندانہ اور امچور دونوں تھی۔ 27 مارچ 1952 کو، چانسلر ایڈیناؤر کو بھیجی گئی ایک پارسل میونخ پولیس ہیڈکوارٹرز پہنچی، جو پچکانہ پنڈرائٹنگ اور غلط ایڈریسنگ کی وجہ سے شکوک کا باعث بنی۔ پارسل، جس میں انسائیکلو پیڈیا کے اندر چھپی بم تھی، سازشیوں کی طرف سے کرائے پر لیے گئے دو نوجوان لڑکوں کی طرف سے بھیجی گئی تھی۔ لڑکوں نے کچھ غلط

محسوس کر کے پوسٹ کرنے کی بجائے پولیس کو الرٹ کیا۔ جب افسران نے پارسل کا معائنہ کرنے کی کوشش کی تو وہ پھٹ گیا، باویریائی پولیس افسر کارل رائیکھرٹ کو ہلاک کر دیا اور دو کو زخمی کر دیا۔

اسی وقت، اسرائیلی اور جرمن وفود کے مذاکراتی مقام پر دو اضافی لیٹر بم بھیجے گئے، جن کی ذمہ داری ایک گروپ نے قبول کی جو خود کو جیوش پارٹیزان آرگنائزیشن کہتا تھا۔ یہ بم اپنے ہدف تک نہیں پہنچے، لیکن میونخ دھماکے نے بین الاقوامی تحقیقات کو جنم دیا۔ فرانسیسی اور جرمن حکام نے سازش کا سراغ پاریس میں پانچ اسرائیلی مشتبہ افراد تک لگایا، سب ارگن سے منسلک۔ ان میں ایلیزر سودیت بھی شامل تھے، جنہوں نے دھماکہ خیز آلہ تیار کرنے کا اعتراف کیا۔ مشتبہ افراد کو گرفتار کیا گیا لیکن بعد میں اسرائیل واپس جانے کی اجازت دی گئی، ثبوتوں کو جرمنی میں یہودی مخالف جذبات کو بھڑکانے سے بچنے کے لیے سیل کر دیا گیا۔

سودیت کی یادداشتیں، جو 1990 کی دہائی میں شائع ہوئیں، نے سازش کے محرکات اور عمل کی اہم بصیرتیں فراہم کیں۔ انہوں نے دعویٰ کیا کہ ارادہ ایڈیناؤر کو قتل کرنا نہیں بلکہ بین الاقوامی میڈیا کی توجہ پیدا کرنا اور معاوضوں کے مذاکرات کو روکنا تھا۔ ”یہ ہم سب کے لیے واضح تھا کہ پارسل کی ایڈیناؤر تک پہنچنے کی کوئی امکان نہیں“، سودیت نے لکھا، یہ تجویز کرتے ہوئے کہ سازش کو علامتی عمل کے طور پر ڈیزائن کیا گیا تھا۔ تاہم، یہ دعویٰ متنازع ہے، کیونکہ بیگن کی شمولیت اور مہلک نتیجہ۔ ایک پولیس افسر کی موت۔ زیادہ سنگین ارادے کی نشاندہی کرتا ہے۔ سودیت نے بیگن کی ذاتی وابستگی کا بیان کیا، بشمول پیسے ختم ہونے پر آپریشن کی فنڈنگ کے لیے اپنی سونے کی گھڑی بچنے کی پیشکش، اور کنیسٹ ارکان یوخانان بادر اور حییم لینڈاؤ کے ساتھ ساتھ سابق ارگن انیلی جنس چیف ابا شیرزر کے ساتھ میٹنگیں سازش کی ہماہنگی کے لیے۔

نتائج اور پردہ پوشی

ایڈیناؤر کی قیادت میں مغربی جرمن حکومت اور اسرائیلی وزیراعظم ڈیوڈ بین گوریان دونوں نے نازک دو طرفہ تعلقات کو برقرار رکھنے کے لیے واقعہ کو کم اہم بنانے کی کوشش کی۔ ایڈیناؤر، جو سازش کے ماخذ سے آگاہ تھے، نے جرمنی میں یہودی مخالف ردعمل یا معاوضوں کو پڑی سے اتارنے کے خوف سے اسے جارحانہ طور پر تعاقب نہ کرنے کا انتخاب کیا۔ بین گوریان، جو معاوضوں کے معاہدے کی حمایت کرتے تھے، نے ایڈیناؤر کی تحمل کی تعریف کی، کیونکہ بیگن کی شمولیت کی عوامی تشہیر نئی جرمن۔ اسرائیلی تعلقات کو تناؤ کا شکار کر سکتی تھی۔ تفصیلات 2006 تک بڑی حد تک دبائی گئیں، جب **Frankfurter Allgemeine Zeitung** نے سودیت کی یادداشتوں کے اقتباسات شائع کیے، جس سے نئی دلچسپی اور بحث چھڑ گئی۔

اسرائیل میں، بیگن کا کردار دہائیوں تک مبہم رہا۔ ان کے ذاتی سیکریٹری ہیٹل کادیشائی اور مینا حرم بیگن ہیریٹج سینٹر کے ڈائریکٹر ہرزل ماکوف نے 2006 میں پوچھے جانے پر سازش کی جہالت کا دعویٰ کیا۔ تاہم، سودیت کا بیان، سیٹر کی تحقیق سے پشتیبان، بیگن کی شمولیت پر کوئی شک نہیں چھوڑتا۔ انکشاف نے تجزیہ کاروں کو چونکا دیا، بیگن کے بعد کے امن ساز کے حیثیت کو مد نظر رکھتے ہوئے، اور ہولوکاسٹ کے بعد کے دور میں سیاسی تشدد کی اخلاقیات پر سوالات اٹھائے۔

قاتلانہ کوشش معاوضوں کے معاہدے کو پٹری سے اتارنے میں ناکام رہی، جو ستمبر 1952 میں دستخط ہوا۔ مغربی جرمنی نے ابتدا میں اسرائیل کو تقریباً 3 ارب جرمن مارک اور کلیمز کانفرنس کو 450 ملین ادا کیے، نئی دعوؤں کے ساتھ ادائیگیاں جاری رہیں۔ معاہدے نے اسرائیل کی معیشت کو مضبوط کیا اور جرمنی کی اخلاقی حساب کتاب میں ایک اہم قدم تھا، اگرچہ یہ تقسیم کرنے والا رہا۔ ایڈیناور کی بقا اور عزم نے ان کی ملکی اور بین الاقوامی حیثیت کو مضبوط کیا، 1953 میں دوبارہ انتخابات میں حصہ ڈالا۔

وراثت اور تاریخی اہمیت

لنراڈ ایڈیناور پر قاتلانہ کوشش ہولوکاسٹ کے بعد کے دور کے خام جذبات اور پیچیدہ سیاست کو اجاگر کرتی ہے۔ بیگن اور ان کے اتحادیوں کے لیے، معاوضوں کا معاہدہ یہودی تکلیف سے غداری کی علامت تھا، پھر بھی ان کی پر تشدد عمل نے اسرائیل کی اخلاقی اتھارٹی اور سفارتی اہداف کو کمزور کرنے کا خطرہ مول لیا۔ ایڈیناور کا معاملہ دبانے کا فیصلہ شفافیت کی قیمت پر مصالحت کے لیے ان کی عملی وابستگی کی عکاسی کرتا ہے۔ واقعہ نسل کشی کے سائے میں انصاف، یاد اور قومی مفاد کی نیوگیشن کی چیلنجز کو بھی اجاگر کرتا ہے۔

آج، سازش ایڈیناور اور بیگن دونوں کی وراثت میں ایک فوٹ نوٹ ہے، ان کے بعد کی کامیابیوں سے سایہ کی گئی۔ ایڈیناور کو جدید جرمنی اور یورپی انضمام کے بانی باپ کے طور پر منایا جاتا ہے، جبکہ بیگن کو مصر کے ساتھ امن حاصل کرنے کے کردار کے لیے یاد کیا جاتا ہے۔ پھر بھی، 1952 کی کوشش سرد جنگ کے ابتدائی سالوں کی اتار چڑھاؤ کی یاد دلاتی ہے، جب نظریاتی تقسیم اور تاریخی زخموں نے انتہائی اقدامات کو ہوا دی۔ یہ سیاسی تشدد کی اخلاقیات اور ماضی کی وحشتوں سے نمٹنے میں سفارتکاری کے نازک توازن پر غور و فکر کی بھی دعوت دیتی ہے۔

جیسا کہ مورخ موخے زیمرمان نے نوٹ کیا، سازش کی رازداری جرمن-اسرائیلی مصالحت کی حفاظت کے باہمی خواہش سے چلتی تھی۔ سودیت کی یادداشتوں اور بعد کی رپورٹنگ کے ذریعے اس کی تاخیر سے انکشاف ہمیں اس دور کی اخلاقی ابہام سے نبرد آزما

ہونے کی دعوت دیتا ہے جب بچ جانے والے، ریاستی رہنما اور جنگجو ہولوکاسٹ کی وراثت سے گہرے مختلف طریقوں سے لڑتے تھے۔